بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

24-شرح العقیدۃ الواسطیۃ

العقیدۃ الواسطیۃ الشیخ الاسلام الامام ابوالعباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ۔

پچھلے درس میں ہم بات کررہے تھے آیت الکرسی کے تعلق سے جو قرآن مجید کی سب سے عظیم آیت ہے اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے توحید اسماء وصفات کے تعلق سے اب تفصیلی بیان کا آغاز کیا ہے اور اس تفصیلی بیان میں سب سے پہلے سورۃ الاخلاص کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد آیت الکرسی کا ذکر کرتے ہوئے اس عظیم آیت میں جو مختصر تفسیر تھی وہ ہم بیان کرچکے ہیں پچھلے درس میں اور اس عظیم آیت میں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ہیں آج کی نشست میں (جیسا کہ پچھلے درس میں بیان کیا تھا) اُن کا ذکر کرتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی چھبیس (26) صفات بیان ہوئی ہیں (یعنی اس سے پہلے فرماتے ہیں، اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے پانچ (5) نام ہیں اور چھبیس (26) صفات ہیں) جو پانچ (5) نام ہیں آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے:

1-اللہ

2-الحي

3- القيوم

4-العلي

5-العظیم

یہ اللہ تعالیٰ کے پانچ (5) نام ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی صفات الکمال اس عظیم آیت میں موجود ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پانچ (5) صفات ان پانچ ناموں میں ہیں: ''اللہ'' میں صفۃ الألوھیۃ جو ہے (معبود برحق)۔ ''الحي'' صفۃ الحیاۃ (اللہ تعالیٰ کی حیات کاملہ ہے)۔ پھر ''القیوم'' صفۃ قیومیت ہے۔ ''العلي'' صفۃ العلو ہے بلندی کی صفت، (تفصیل گزر چکی ہے اور مزید بھی اس کے تعلق سے چند اہم باتیں آگے بیان کرتے ہیں)۔ اور ''العظیم'' صفۃ العظمۃ جو ہے۔

6-چھٹی صفت ''انفراده بالألوهية'' کہ اللہ تعالیٰ الوہیت کے اعتبار سے منفرد ہے۔ توحید الوہیت کی بھی صفت جو ہے وہ اس آیت میں موجود ہے۔

7-اونگھ اور نیند کی نفی کی صفت جو ہے صفات منفیۃ میں سے اور یہ اس لیے بیان ہوئی ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی حیات اور قیومیت کے کمال کو بیان کرنے کے لیے۔

8-''عموم ملكه'' کہ اللہ تعالیٰ کے ملک عام کی صفت کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ اور یہ نام ہے ملکیت کے لیے تو صفۃ الملک اس سے ثابت ہوتا ہے۔

9-''انفراد الله عز وجل بالملك'' کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مالک ہے ہی نہیں، تو عموم ملک اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس صفت کی توحید صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص یہ الگ صفت ہے۔

اور یہ کہاں سے ہمیں ملا ہے؟ ''تقديم الخبر'' یعنی: ''ما في السماوات وما في الأرض له'' اصل یہ ہے۔ تو جب ﴿لَهٗ﴾ پہلے بیان کیا ہے تو جو خبر ہے اسے مقدم کر دیا گیا ہے اس کا مطلب ہے کہ تخصیص کے لیے اس صیغے کو بیان کیا گیا ہے اور تخصیص میں انفرادیت کا معنیٰ موجود ہے (یہ تخصیص جو ہے انفرادیت کے لیے صیغہ بیان کیا جاتا ہے)۔

10-''قوة السلطان وكماله'' کہ اللہ تعالیٰ کی طاقت سلطان اور اس کا کمال جو ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں آیت الکرسی میں ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾، ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ﴾ (کوئی بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی شفاعت کرنے والا)، تو اس میں ''قوة السلطان وكماله''۔

11-"إثبات العندية": ﴿عِندَهٗ﴾ کے لفظ میں "اللہ تعالیٰ کے ہاں"، اور اس میں یہ دلیل ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں ہے اور اس میں حلولیہ کا بھی رَد ہے ((کیونکہ غالی صوفی کہتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے یا اللہ تعالیٰ ہر چیز میں حل چکا ہے"، یہ باطل عقیدہ کفریہ عقیدہ ہے اور ایک لفظ میں اس کی نفی ہو جاتی ہے))۔

﴿عِندَهٗ﴾: عندیہ کی صفت جو ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے ہاں" تو ہر جگہ یعنی اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ عرش کے اوپر ہے بلندیوں پر ہے۔ تو ﴿عِندَهٗ﴾ سے مراد یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے ہاں" اگر ہر جگہ اللہ تعالیٰ موجود ہوتا تو پھر ﴿عِندَهٗ﴾ کہاں پر ہے کیونکہ ہر جگہ پر ہے؟! تو اس سے اس باطل عقیدے کی نفی ہوتی ہے۔

12-"إثبات الإذن لله سبحانه وتعالى" اللہ تعالیٰ کی اجازت یا اِذن اعلان کو بھی کہتے ہیں۔ اِذن یعنی جو بعض مبتدی یا کم علم لوگ ہیں تو سمجھتے ہیں کہ کان کو کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی صفت میں کان نہیں ہے اِذن اجازت کو کہتے ہیں یا اعلان کو کہتے ہیں ﴿إِلَّا بِإِذْنِهٖ﴾ میں اس صفت کا ثبوت ہوتا ہے۔

13-"عموم علم الله سبحانه وتعالى" صفۃ العلم جو ہے اور عموم العلم ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کا عالم ہے اور یہ آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں موجود ہے ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ﴾۔

15/14- کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ تو گزری ہوئی چیز کبھی بھولتا ہے اور نہ مستقبل میں کوئی ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا، تو اس سے دو چیزوں کی نفی ہوتی ہے بھول کی اور جہالت کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ بھولتا ہے اور نہ ہی کبھی جہالت کا امکان ہے۔

بھول کی صفت کی نفی کہاں سے ہوتی ہے؟ ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ﴾: ﴿وَمَا خَلْفَهُمْ﴾ (جو گزر چکا ہے)، ﴿مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ﴾ (جو مستقبل میں آنے والا ہے)۔ تو دونوں کی نفی ہو گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کا علم رکھتا ہے مطلب یہ ہے کہ نہ اللہ تعالیٰ کبھی بھولتا ہے اور نہ ہی کبھی جہالت کا امکان ہے۔

16-اللہ تعالیٰ کی عظمت کا کمال کیونکہ مخلوق اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔

17-اللہ تعالیٰ کی مشیئت کا ثبوت ملتا ہے صفۃ المشیئۃ جو ہے ﴿إِلَّا بِمَا شَآءَ﴾۔

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ تو احاطے کی نفی کر دی ہے اس میں کمال عظمۃ ہے (عظمت کا کمال ہے) اور ﴿إِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ میں "مگر وہ جو اللہ تعالیٰ چاہے" اللہ تعالیٰ کی چاہت کا مشیئت کی صفت کا ثبوت ملتا ہے۔

18-"إثبات الكرسي" اللہ تعالیٰ کی کرسی کا ثبوت اور یہ کرسی جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قدموں کی جگہ یا قدم رکھنے کی جگہ ہے۔

21/20/19-یہ تین صفات جو ہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت، قوت اور قدرت کی صفات جو ہیں اور یہ ملتی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں آیت الکرسی میں ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾۔

کیونکہ مخلوق کی عظمت دلالت کرتی ہے خالق کی عظمت کی طرف کہ اگر کرسی اتنی بڑی مخلوق ہے جو آسمانوں اور زمینوں سے بھی زیادہ وسیع ہے تو اللہ تعالیٰ جو خالق ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اس کرسی کا اور عرش کا جو خالق ہے وہ ان تمام مخلوقات سے زیادہ عظیم ہے۔

24/23/22-اللہ تعالیٰ کا کمال علم، کمال رحمت اور حفظ کی صفات جو ہیں یہ تین صفات موجود ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں آیت الکرسی میں ﴿وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا﴾ (کہ ان کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے (کوئی مشکل نہیں ہے))۔اس سے اللہ تعالیٰ کے علم، رحمت اور حفظ کے کمال کا ثبوت ملتا ہے۔

25-"إثبات علو الله سبحانه وتعالى" اللہ تعالیٰ کی صفۃ العلو کا ثبوت ہے ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ﴾، ﴿الْعَلِيُّ﴾ کے نام میں (یا ﴿الْعَلِيُّ﴾ کے لفظ میں)۔

اور پھر شیخ صاحب اس صفت کے تعلق سے چند اہم باتیں بیان کرتے ہیں کیونکہ صفۃ العلو وہ صفت ہے جس میں سب سے زیادہ اختلاف ہوا ہے اہل سنت کا اور اہل بدعت کا۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اہل سنت والجماعت کا مذہب اور عقیدہ یہ ہے صفۃ العلو کے تعلق سے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے بلند ہے اور اللہ تعالیٰ کی جو صفۃ العلو ہے ذاتی صفت ہے اور اَزلی صفت ہے، اور دو گروہوں نے اہل بدعت

میں سے اہل سنت کی مخالفت کی ہے صفۃ العلو کے تعلق سے :(۱)ایک گروہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے ہر جگہ موجود ہے۔(۲)اور دوسرے گروہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نہ دنیا کے اوپر ہے نہ نیچے ہے، نہ دنیا کے اندر ہے نہ باہر ہے، نہ دائیں ہے نہ بائیں ہے، نہ دنیا سے الگ ہے اور نہ ہی متصل ہے۔

دیکھیں دونوں ایکسٹریمز (Extremes) دیکھیں آپ کہ ایک گروہ نے اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور کوئی جگہ اللہ تعالیٰ سے خالی نہیں ہے (نعوذ باللہ)!،اور اس کے بر عکس دوسرے گروہ نے جو ہے اللہ تعالیٰ کے وجود کی نفی کر دی ہے کہ جو ذات یعنی دنیا میں ہے نہ دنیا کے اندر ہے نہ باہر ہے، نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے،، نہ دائیں ہے نہ بائیں ہے، نہ آگے ہے نہ پیچھے ہے، نہ دنیا سے جڑا ہوا ہے نہ دنیا سے الگ ہے (نہ منفصل ہے نہ متصل ہے)! تو یہ کیا چیز ہے عدم کے علاوہ کوئی چیز ایسی ہو سکتی ہے ؟!

اگر کوئی شخص کہے آپ سے عدم کا وصف کریں عدم کیا چیز ہے یا عدم کیا ہے ؟ یا عدم کی کیا ڈیفینیشن (Definition) ہے کیا تعریف ہے تو کیا کہیں گے آپ اس سے بہتر وصف آپ کے پاس ہے عدم کا کہ وہ چیز جو نہ دنیا میں اندر ہے نہ باہر ہے، نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے، نہ دائیں ہے نہ بائیں ہے، نہ آگے ہے نہ پیچھے ہے ؟ تو یہ کیا ہے عدم ہے کہ نہیں ؟!

تو ایک گروہ نے کہا عدم ہے، دوسرے گروہ نے انتہا کر دی اور کہا ہر جگہ موجود ہے کوئی جگہ اللہ تعالیٰ سے خالی نہیں ہے !

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے چند جو شبہات اُن کو ہوئے ہیں جن کو وہ دلیل کہتے ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں جو گروہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے انہوں نے دلیل پکڑی ہے اِن چند آیات سے :

پہلی آیت جو ہے سورۃ المجادلۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا﴾ (المجادلۃ:7)۔اور جو شاہد ہے ﴿هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا﴾ (وہ اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی ہوں)۔

اور سورۃ الحدید میں جو اُن کی دوسری دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (الحدید:4)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، اور اس طریقے سے یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے بلند نہیں ہے عالی نہیں ہے اور یہ اُن کے نزدیک صفۃ العلو کی جو صفت ہے ذاتی طور پر ہر جگہ موجود ہے لیکن جو صفۃ العلو ہے ایک عام سی صفت ہے اُن کے نزدیک یہ ایک صفت ہے (صرف ذات کے علاوہ)۔ "صفۃ القدر، صفۃ القہر" یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے قہر سے اور اپنی عزت سے اور شرف سے اللہ تعالیٰ بلند ہے تمام مخلوقات سے بلند ہے لیکن بذاتہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔

دوسرے گروہ نے شیخ صاحب فرماتے ہیں جس نے کہا کہ کسی جہت کا تعین نہیں کیا جاسکتا اللہ تعالیٰ کے لیے اور یہ کہا کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے لیے صفۃ العلو کو ثابت کرتے ہیں تو اس سے جہت کا ہونا لازمی ہو جاتا ہے سمت کا ہونا لازمی ہو جاتا ہے اور اس کے لیے جسم کا ہونا لازمی ہے اور جسم کیونکہ سب ایک جیسے ہیں تماثل ہے انسان میں تو اس سے یہ لازم آتا ہے تمثیل لازم آتی ہے اور اس وجہ سے ہم نے جہت کا انکار کر دیا ہے۔

یعنی پہلے گروہ نے جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اس نے قرآن مجید میں سے اُن آیتوں کو بطور دلیل پیش کیا جن میں اللہ تعالیٰ کی معیت کا ذکر ہے ﴿هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا﴾ سورۃ المجادلہ آیت نمبر 7 میں جس میں نجویٰ کا ذکر ہے (سرگوشی کا ذکر ہے)، اور سورۃ الحدید آیت نمبر 4 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾۔ اِن دو آیات سے اور اِن جیسی آیات جن میں معیت (اللہ تعالیٰ کا ساتھ) کا ذکر ہے اُن کو یہ مغالطہ ہوا ہے اور انہیں شبہ ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، کیونکہ یہ بھی علو کا انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے تو ذاتی طور پر جو اللہ تعالیٰ کا علو ہے اُس کا تو انکار ہو گیا ہے، یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ اپنے قہر سے اور اپنے شرف سے اور اپنی یعنی اپنی عظمت سے

بلند ہے اس میں تو کوئی شک نہیں ہے یہ تو کرسچن (Christian) بھی مانتے ہیں۔ کرسچن (Christian) نہیں مانتے کیا؟! یہودی بھی مانتے ہیں سب مانتے ہیں تو اس کا تو اختلاف ہی نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ صفۃ العلو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اللہ تعالیٰ بلندیوں پر ہے عرش سے اوپر ہے اب اس تفصیل میں جانے کی کہ بذاتہ، بصفاتہ کی ضرورت کیا ہے؟!

میں آگے بیان کروں گا تفصیل میں ان شاءاللہ کہ کب اہل سنت والجماعت کے علماء نے کہا ہے کہ بذاتہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور بصفاتہ ہر جگہ موجود ہے۔ جب اہل بدعت نے انکار کیا ہے صرف اُن کو بتانے کے لیے سمجھانے کے لیے ورنہ یہ کافی ہے مومن کے لیے عرش سے اوپر ہے ﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾ (طٰہٰ:5)۔ تفصیل ہے کہ بذاتہ کبھی بصفاتہ کی تفصیل ہے؟! نہیں ہے۔ جب اہل بدعت نے انکار کیا ہے اور ہر جگہ پر اللہ تعالیٰ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور دوسرے گروہ نے انکار ہی کر دیا ہے اور معدوم بنا دیا ہے (نعوذ باللہ) تو پھر ان کے جواب میں اہل سنت والجماعت تفصیل بیان کرنے کے لیے صرف یہ جملہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے عرش پر ہیں۔ کس کی نفی ہو گئی؟ انہوں نے جنہوں نے علو بذاتہ کا انکار کیا ہے جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ اور بصفاتہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے ﴿وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ﴾، اور آگے تفصیل ان شاءاللہ آئے گی۔

اور جس گروہ نے انکار کیا ہے اور یہ کہا کہ ہم جہت کی بات نہیں کرتے اس سے سمت لازم آتی ہے (اگر ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بلندی پر ہے اور انکار کر دیا کہتے ہیں اس سے سمت لازم آتی ہے) تو سمت کے لیے جسم کا لازمی ہونا ہے اور جسم جو ہیں ایک جیسے ہیں سارے تو اس سے تمثیل ثابت ہوتی ہے اور تمثیل سے تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ﴾ (الشوریٰ:11) تو ہم کیسے مانیں اس لیے ہم انکار ہی کر دیتے ہیں۔

اگرچہ دیکھیں دونوں گروہوں نے کس چیز کو آگے کیا ہے؟ خواہش کو اور عقل کو آگے کیا ہے۔ اگر ان نصوص کو سمجھنے کا حق ادا کرتے تو سلف کا راستہ اختیار کرتے۔ صحابہ نے کیسے سمجھا ہے صحابہ میں سے آج تک کسی نے کہا ہے کہ عرش پر مستوی ہے تو کیسے مستوی ہے؟! یہ سوال کرنے والے کو امام مالک رحمہ اللہ نے کیا کہا؟ کہ یہ بدعتی ہے کیونکہ یہ سوال

ہی بدعت ہے " کیفیت "۔ جب آپ کیفیت کے بارے میں سوچتے ہیں کہ کیسے ہے پھر مثلیت بھی آتی ہے تشابہ بھی آپ کے ذہن میں بیٹھ جاتا ہے اور پھر نفی لازم آجاتی ہے اور بدعقیدگی کی ابتداء ہو جاتی ہے (نعوذ باللہ)۔

آیئے دیکھتے ہیں ان دونوں گروہوں کو جواب:

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم دونوں گروہوں کو جواب دیتے ہیں کئی طریقے سے (یعنی دو طریقے سے ان کو جواب دیتے ہیں):

1- پہلا طریقہ جو ہے "إبطال احتجاجهم"، ان کی جو دلیل ہے یہ جو حجت پکڑی اِن لوگوں نے اِن دلائل سے ان کو باطل کرنا۔

2- "إثبات نقيض قولهم بالأدلة القاطعة"، ان کے قول کے خلاف جو باتیں ہیں ان کو ثابت کرنا ہے "بالأدلة القاطعة" قاطع دلیلوں سے۔

آیئے دیکھتے ہیں اِن کی حجت کو باطل کرنا جو ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں ہم یہ کہتے ہیں جب اِن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ "اللہ تعالیٰ بذاتہ ہر جگہ موجود ہے" تمہارا یہ دعویٰ جو ہے باطل ہے اور اس کے باطل ہونے کی دلیل سمع اور عقل میں موجود ہے۔

سمع دلائل سے مراد قرآن اور سنت ہے جسے پہلے ہم نے کہا ہے اور قرآن اور سنت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے صفۃ العلو کو ثابت کیا ہے اور جس آیت کو تم لوگوں نے بطور دلیل پیش کیا ہے جس میں معیت کا ذکر ہے سورۃ المجادلۃ آیت نمبر 7 میں ﴿هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا﴾ اور سورۃ الحدید آیت نمبر 4 میں ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾، تو یہ جو معیت ہے اس سے کسی جگہ پر موجود ہونا یا اُس میں حل ہو جانا لازم نہیں ہے۔ کیوں لازم نہیں ہے:

1- عرب کا ایک محاورہ ہے وہ کہتے ہیں "القمر معنا" کہ چاند ہمارے ساتھ ہے جبکہ چاند کی جگہ کہاں ہے؟ آسمان میں ہے۔

اور کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میری اہلیہ میرے ساتھ ہے جبکہ وہ مشرق میں ہے اور اُس کی اہلیہ مغرب میں ہے دور ہے اُس سے۔

اور ایک فوجی کمانڈر بھی یہ کہتا ہے اپنے سپاہیوں سے کہ جاؤ تم میدان جنگ میں میں تمہارے ساتھ ہوں جبکہ وہ اپنی جگہ پر ہوتا ہے کمانڈر روم میں ہوتا ہے اور اُس کے جو فوجی ہیں یا سپاہی ہیں وہ میدان جنگ میں ہوتے ہیں۔

تو اس سے یہ ثابت ہوا لغت کے اعتبار سے کہ مع کے لفظ میں (معیت کے لفظ میں یا ساتھ کے لفظ میں) جو ہے وہ جگہ میں مصاحبت لازمی نہیں ہے (کہ معیت کے لفظ میں اسی جگہ پر ساتھ ہونا لازم نہیں ہے)۔

یعنی جب کوئی شخص رات کو سفر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے سفر کیا چاند کے ساتھ (محاورہ ہے اردو میں بھی کہتے ہیں اور عربی میں بھی مشہور محاورہ ہے)" سرت و القمر " کہتے ہیں، اب چاند آسمان پر ہے اور سب یہ جانتے ہیں ہر عقلمند جانتا ہے اس محاورے میں لازمی نہیں ہے کہ جب تک چاند زمین پر نہیں اُتر آئے گا اُس وقت تک ہم اس کی بات نہیں مانیں گے بلکہ اگر کوئی ایسا سوچتا ہے تو کہتے ہیں یہ پاگل ہے۔

چاند تو اپنی جگہ پر ہے وہ چھوٹی سی مخلوق ہے اگر چاند چھوٹی سی مخلوق ہوتے ہوئے بھی (اللہ تعالیٰ کی چھوٹی سی مخلوق ہے) آسمان میں ہوتے ہوئے بھی ہمارے ساتھ ہو سکتا ہے تو خالق جل شانہ جس نے اس چاند کو پیدا کیا آسمان کو پیدا کیا پوری کائنات کو پیدا کیا عرش سے اوپر ہوتے ہوئے ہمارے ساتھ کیوں نہیں ہو سکتا؟ اب عقلمند عقل والے جو ہیں نا جو اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے ہیں اب اس سوال کو جواب دیں۔

اگر چاند آسمان میں ہوتے ہوئے بھی ہمارے ساتھ ہو سکتا ہے تو اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہوتے ہوئے بھی ہمارے ساتھ ہو سکتا ہے جیسے چاند کے لیے لازم نہیں ہے کہ ہمارے ساتھ ہوتے ہوئے بھی اس زمین پر اُتر آئے ہمارے ساتھ جگہ میں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے لازمی نہیں ہے کہ ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾ میں جب تک ہر جگہ موجود نہیں ہو گا تو معیت ثابت نہیں ہو سکتی۔

معیت بھی ثابت ہے اور آسمان میں چاند بھی اپنی جگہ پر ثابت ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ عرش پر مستوی ہے "کما یلیق بجلالہ سبحانہ وتعالی "وہ ہمارے ساتھ بھی ہے۔

2-دوسری بات شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، معیت کا جو معنی ہے وہ محدود ہو جاتا ہے نسبت کے اعتبار سے کہ کس کی طرف نسبت ہے۔ بعض اوقات ہم کہتے ہیں کہ دودھ ہے دودھ کے ساتھ پانی ہے "لبن معه ماء" اور اس میں (اس معیت میں) اختلاط ہے کہ نہیں؟

جب آپ کہتے ہیں میں نے دودھ پیا پانی کے ساتھ (دودھ تو پیا اُس میں پانی بھی تھا تھوڑا سا زیادہ گاڑھا تھا ہلکا کر دیا تھوڑا سا) تو یہاں پر مع ہے۔ چاند کے ساتھ بھی مع ہے "سرت و القمر" ہے اور یا مع بھی کہتے ہیں بھی کہتے ہیں کیونکہ واؤ معیت کے لیے ہے اور یہاں پر دودھ کے ساتھ بھی آپ نے مع کا لفظ استعمال کیا ہے (معیت کا) کہ میں نے دودھ پیا پانی کے ساتھ۔ اب یہاں پر مع ہے وہاں پر بھی مع ہے ایک ہی لفظ ہے معنی فرق ہے کہ نہیں؟ تو معیت کے لفظ میں اختلاط کا امکان ہے بھی اور نہیں بھی۔

3-اور تیسری بات شیخ صاحب فرماتے ہیں، کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میرا مال و متاع میرے ساتھ ہے جبکہ اُس کا مال و متاع اُس کے گھر میں ہوتا ہے اور وہ اس سے الگ متصل نہیں ہوتا اور جب مال و متاع اپنے پاس اٹھا لیتا ہے تب کہتا ہے میرے ساتھ ہے یعنی اُس کے ساتھ متصل ہے۔

تو ایک ہی لفظ ہے معیت کا لیکن اس کا معنی جو ہے مختلف ہو جاتا ہے اضافت کے اعتبار سے۔ تو اللہ تعالیٰ کی معیت جو ہے اپنی مخلوق کے ساتھ (سبحانہ و تعالیٰ کی) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ہیں تام ہیں اور حقیقی ہیں اور اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے یعنی عرش پر ہے۔

یہ تو پہلے سمعی دلیل ہے یعنی یہ آیت جو ہے سمعی دلیل ہم نے پکڑی ہے معیت کے لفظ میں اختلاط کا ہونا جگہ میں ساتھ کا ہونا لازمی نہیں ہے اور عربی زبان میں بھی یہ محاورہ موجود ہے کہ ہم نے سفر کیا رات کو چاند کے ساتھ جبکہ چاند آسمان پر ہے اور یہ سب جانتے ہیں اور سفر کرنے والا شخص جو ہے وہ زمین پر ہے تو اس میں معیت کا ثبوت بھی ہے لیکن اختلاط اور ایک جگہ پر ہونے کی نفی بھی ہے۔

اور عقلی دلیل جو ہے اُن کے اس قول کے باطل ہونے کی شیخ صاحب فرماتے ہیں ہم یہ کہتے ہیں اگر آپ یہ کہتے ہو یا یہ سمجھتے ہو یا یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے ہر جگہ پر تو اس جملے سے بہت سارے باطل لوازمات شامل ہو جاتے ہیں۔ کیا باطل لوازمات ہیں؟ یعنی اس بات سے یہ چیز لازم آتی ہے جو باطل باتیں ہیں:

1- یا متعدد ہیں یا حصے ہیں (نعوذ باللہ متجزؤ ہیں) اور یہ لازم جو ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ باطل ہے "بطلان اللازم یدل علی بطلان اللزوم"۔

جب آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے تو یا ایک سے زیادہ ہے جو ہر جگہ موجود ہے، یا ہے ایک لیکن اُس کے مختلف حصے ہیں جو بٹے ہوئے ہیں ہر جگہ پر (مختلف جگہوں پر)، یہ دونوں باتیں جو ہیں باطل ہیں۔

2- شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) اگر تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہر جگہ ہے تو اس کا مطلب ہے لوگوں کے بڑھنے سے اللہ تعالیٰ بڑھے گا اور کم ہونے سے کم ہو جائے گا، تو اس میں زیادتی اور کمی کا بھی معنی موجود ہے اس اعتبار سے تو یہ بھی باطل ہے۔

3- اس جملے میں کہ "اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے" اس سے یہ باطل بات بھی لازم آتی ہے کہ گندگی کی جگہ پر بھی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے (نعوذ باللہ) کیونکہ جب بیت الخلاء میں ہوتے ہو (واش روم میں ہوتے ہو) اور یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو نعوذ باللہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اُس جگہ پر بھی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور یہ بہت ہی عظیم قدح ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس سے یہ ثابت ہوا کہ اُن کا جو یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے یہ سمعاً وعقلاً (قرآن وسنت کی روشنی میں اور عقل کی اساس پر بھی) باطل قول ہے اس کی نفی ہو چکی ہے اور نہ تو قرآن مجید میں اس کی کوئی دلیل موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے جیسا کہ انہوں نے یہ کہا ہے اور کسی بھی اعتبار سے اس دلالت کا امکان نہیں ہے نہ مطابقت نہ تضمن اور نہ ہی التزام۔

جیسے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ دلالت جو ہے وہ تین قسم کی ہے (۱) مطابقت کی دلالت۔ (۲) تضمن کی۔ (۳) اور التزام کی۔ تو یہ تینوں جو ہیں ان کا امکان نہیں ہے، اللہ تعالیٰ عرش پر موجود ہے اور معیت کے لفظ میں یہ دلالت جو ہے اس سے یہ ثابت کبھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔

دوسرے گروہ کو جواب جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کہیں پر بھی نہیں ہے عرش پر بھی نہیں ہے فرش پر بھی نہیں ہے کہیں پر بھی نہیں ہے۔ پہلا گروہ تو اللہ تعالیٰ کو عرش سے فرش پر لے کر آیا اور کہا کہ ہر جگہ موجود ہے، دوسرے گروہ نے مکمل نفی کر دی ہے کہ کہیں پر بھی نہیں ہے، اس گروہ کا جواب جو ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں:

1-تمہاری جہت کی نفی کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی ربّ کی ہی نفی کر دی ہے کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے کیونکہ ہم کوئی ایسی چیز نہیں جانتے جو دنیا کے نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے، نہ دائیں ہے نہ بائیں ہے، نہ متصل ہے نہ منفصل ہے سوائے عدم کے۔ عدم ہی ایسی چیز ہے یا عدم ہی کے تعلق سے یہ وصف یا یہ ڈیفینیشن(Definition) جو ہے بیان کی جاتی ہے اس لیے علماء نے یہ کہا ہے اگر یہ کہا جائے کہ ہمیں بتاؤ کہ عدم کیا ہے عدم کی ڈیفینیشن(Definition) کیا ہے، تو اس سے بہتر جملے کبھی کوئی شخص بیان نہیں کر سکتا۔

2-تمہارا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اگر ہم جہت کو ثابت کرتے ہیں تو اس سے تجسیم لازم آتی ہے (اس سے جسم لازم آتا ہے) تو آیئے ہم آپ نے پوچھتے ہیں جسم کے لفظ کے تعلق سے کہ جسم سے مراد کیا ہے جس سے تم لوگوں کو متنفر کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے ہو اس لفظ کی وجہ سے؟

اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ جسم سے مراد وہ جسم ہے جو اپنے وجود کے لیے محتاج ہے مختلف حصوں کا جن کے بغیر جسم ہو ہی نہیں سکتا اس کا وجود ہی نہیں ہو سکتا ((کیونکہ جسم جو ہے مختلف حصوں کا محتاج ہوتا ہے جیسے انسان کا جسم ہے انسان کا جسم کس چیز کا محتاج ہے؟ سَر کا محتاج ہے، آنکھوں کا محتاج ہے، ہاتھوں کا محتاج ہے، سینے کا محتاج ہے پھر پیٹ ہے پھر ٹانگیں ہیں یہ مختلف حصے ہیں جسم کے جب یہ مل جاتے ہیں جڑ جاتے ہیں پھر جسم بنتا ہے)) اگر تمہاری جسم سے مراد یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جسم (نعوذ باللہ) جس کی تم نفی کر رہے ہو یہ جسم ہے "فنحن لا نقره" تو ہم بھی اس کا اقرار نہیں کرتے کبھی اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جسم نہیں ہے اس معنی سے۔

اور جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا علو کے لیے جسم لازم ہوتا ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ تمہارا یہ صرف دعویٰ ہے جسے ہم نہیں قبول کرتے کیونکہ تمہارا معنی جو جسم کا تم نے لیا ہے یہ تو ہے ہی غلط، اس اعتبار سے تو کسی عالم نے بھی اہل سنت والجماعت میں سے یا سلف میں سے کسی نے نہیں کہا ہے۔

لیکن اگر جسم سے تمہاری یہ مراد ہے کہ وہ ذات خود قائم ہے اپنے تیئں اور صفات کمال سے متصف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اس کو ثابت کرتے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اللہ تعالیٰ خود قائم ہے اپنے تیئں اور صفات الکمال سے متصف ہے اور ہر انسان جو ہے یہ جانتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت کرنے سے اگر تم یہ کہتے ہو کہ جسم لازم آتا ہے تو وہ تمہاری سوچ ہے اور تم یہ کہتے ہو کہ کیونکہ مخلوق کی صفات ہیں مختلف حصے ہیں "ہاتھ ہیں پاؤں ہیں آنکھیں ہیں" تو مخلوق جڑتی ہے ان حصوں سے اگر ہم ثابت کرتے ہیں یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے لیے((کیونکہ صفت صرف علو کے لیے نہیں بلکہ انہوں نے ہاتھ کی صفت کا کیوں انکار کیا؟آنکھوں کی صفت کا کیوں انکار کیا؟تمام صفات کا کیوں انکار کیا؟یہی وجہ ہے کہ جسم لازم آتا ہے تو ان سب کا جواب ہے آگے تفصیل مزید بھی آئے گی اگلے دروس میں ان شاءاللہ لیکن یہاں پر یہ جواب ہے کہ جسم سے مراد وہ ذات جو حصوں کی محتاج ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے ناممکن ہے)) یہ اس کی نفی اہل سنت والجماعت بھی کرتی ہے اور تمام گروہ کرتے ہیں ہم بھی کرتے ہیں سب کرتے ہیں کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حصوں کا محتاج ہو لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی صفات کو تم حصے سمجھتے ہو اور پھر ثابت کرنے کے لیے تم یہ کہتے ہو کہ جیسا کہ مخلوق کے لیے ان حصوں سے جسم جڑتا ہے جسم بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت کرنے سے اللہ تعالیٰ کے لیے بھی جسم لازم آتا ہے تب ہم کہتے ہیں کہ یہ بات آپ کی غلط ہے اور اس کی ہم نفی کرتے ہیں اگرچہ تمہارے ذہن میں جسم ہو یا نہ ہو وہ تمہارا معاملہ ہے ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔

اگر تمہاری سوچ میں اس سے جسم لازم بھی آتا ہے تو پھر لازم ہی سہی کوئی فرق نہیں پڑتا، تمہاری سوچ میں جسم لازم آتا ہے ان صفات کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ثابت کرنے کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں جو صفات الکمال ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے تو جسم ہی سہی تمہاری نظروں میں، ہماری نظروں میں جسم نہیں ہے اگر تمہاری نظروں میں ہے تو وہی سہی لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا ، اگر یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنے کی تو پھر تو یہ وجہ ہی باطل ہے اور تمہارا یہ عقیدہ بھی باطل ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، تو اس سے یہ واضح ہو گیا کہ اُن کا یہ قول باطل ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو ثابت کیا ہر جگہ پر، اور اُن لوگوں کا قول بھی باطل ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو عدم سے متصف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ دنیا سے اوپر ہے نہ نیچے ہے، نہ متصل ہے نہ منفصل ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں ایک جواب جو ہے (ان تمام گروہوں کو جو جواب ہے) ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

اب دوسرا جواب جو ہے کہ اللہ تعالیٰ بلندیوں پر ہے اور صفۃ العلو کا ثبوت جو ہے جس کے ثابت ہونے سے ان دونوں گروہوں کا یعنی باطل ہونے کا مزید ثبوت ملتا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ اہل سنت والجماعت نے کہا ہے جو اُن کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کی صفۃ العلو کے تعلق سے وہ ثابت ہو جاتا ہے تو بہت سارے دلائل ہیں، اُن کے جو اَفراد ہیں ان دلائل کے اُن کو حصر نہیں کیا جا سکتا، جو قسمیں ہیں وہ پانچ (5) ہیں ان دلائل کی: (۱) کتاب میں (قرآن مجید میں) یہ دلائل موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ بلندیوں پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے "صفۃ العلو"۔ (۲) سنت میں موجود ہیں۔ (۳) اجماع میں۔ (۴) عقل (عقلی دلیل)۔ (۵) فطرت کی دلیل۔

یہ پانچ دلیلیں ہیں:

1- کتاب میں یعنی قرآن مجید میں جو دلائل ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، بہت سارے دلائل ہیں متنوع ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بلندیوں پر ہیں۔ بعض آیات میں تصریح ہے علو کے لفظ سے جیسا کہ العلی کے لفظ میں، بعض آیات میں فوقیت کا لفظ ہے "فوق"، بعض آیات میں "صعود" چیزوں کا صعود یعنی اوپر کی طرف جانا، بعض آیات میں نزول کا لفظ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یا آسمان سے نازل ہونا "وما أشبه ذلك" اور اسی طریقے سے مختلف۔

یعنی اگر ہم یہ دیکھیں کہ قرآن مجید میں بہت ساری قسمیں ہیں صفۃ العلو کو ثابت کرنے کے لیے اور ان قسموں کے بہت سارے دلائل ہیں۔ قرآن مجید میں سے امام ابن القیم رحمہ اللہ نے یعنی ہزار سے زیادہ دلیلیں بیان کی ہیں (قسمیں اور جو دلائل ہیں وہ یعنی کئی ہزار ہوں گے اس میں (سبحان اللہ))۔

2- سنت میں جو دلائل ہیں اسی طریقے سے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہت ساری قسمیں ہیں متنوع ہیں اور تینوں جو قسمیں ہیں اللہ تعالیٰ کے علو کی وہ ثابت ہیں سنت میں بھی، جو تینوں قسم کی سنت ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفۃ العلو ثابت ہے یعنی قولاً فعلاً و اِقراراً۔ قول میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفۃ العلو کا ثبوت ملتا ہے اور فعلاً بھی یا آسمان کی طرف اشارہ کرنا، اور اقرار بھی جیسا کہ جاریہ کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اُس نے کہا آسمان میں ہے (یعنی آسمان پر) "فِي السَّماءِ"، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار کی اور یعنی فرمایا کہ "أعتِقها فإنَّها مُؤمِنةٌ"، جواب پر فرمایا "أعتِقها فإنَّها مُؤمِنةٌ" (کہ اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے)۔

اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ صفۃ العلو جو ہے سنت میں بھی (احادیث میں بھی) ثابت ہے اور تینوں قسم کی سنت میں ثابت ہے، اور یہ صرف میں نے ایک مثال دی ہے اور احادیث میں اس کے کئی دلائل موجود ہیں۔

3-اجماع (مسلمانوں کا اجماع یعنی اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے)، بلکہ شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ مسلمانوں کا اجماع ہے ان بدعتی گروہوں کے آنے سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور تمام مخلوقات سے اوپر ہے۔ اجماع اُس زمانے میں تھا لیکن جب یہ اہل بدعت آنا شروع ہوئے (یعنی اجماع میں تو فرق نہیں پڑتا تمام مسلمانوں کا اجماع ان بدعت گروہوں سے پہلے تھا) تو اہل سنت والجماعت کا اجماع باقی رہا۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں (شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کہ نہ تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں، اور نہ ہی صحابہ کرام کے کلام میں، نہ تابعین کے کلام میں کوئی بھی دلیل موجود ہے، نہ نص میں نہ ظاہر میں کہ اللہ تعالیٰ عرش سے اوپر نہیں ہے یا آسمانوں پر نہیں ہے، بلکہ ان تمام کا جو اتفاق ہے وہ اس بات پر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں سے اوپر ہے یعنی عرش پر مستوی ہے سبحانہ وتعالیٰ۔

((اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی اس بات سے جو ہے وہ اجماع ثابت ہوتا ہے کہ اجماع موجود ہے))۔

4- عقلی دلیل جو ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر عقلمند شخص یہ جانتا ہے ہر انسان یہ جانتا ہے کہ صفۃ العلو جو ہے صفت کمال ہے (بلندی کی صفت جو ہے وہ کمال کی صفت ہے) اور جب صفت کمال ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے یہ صفت ثابت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ صفات الکمال سے متصف ہے (سبحانہ وتعالیٰ)۔

اور پھر اس لیے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یا تو بلندیوں پر ہے (یا اوپر ہے) یا نیچے ہے یا برابر میں ہے۔ جو نیچے ہے اور برابر میں ہے وہ ممتنع ہے اللہ تعالیٰ کے لیے وہ ناممکن ہے کیونکہ جو نیچے ہے اس میں نقص ہے اپنے معنی میں بھی، اور جو برابر ہے تو مخلوق سے مشابہت اور مماثلت ہوتی ہے اس کی بھی نفی ہوگئی ہے، تو صرف ایک ہی آپشن (Option) باقی رہ جاتا ہے وہ ہے علو کا بلندی کا۔

اور یہ دوسرا طریقہ ہے عقلی دلیل کا یعنی عقلی دلیل دو اعتبار سے ہے:

(۱) ایک یہ کہ صفۃ العلو صفت کمال ہے ہر شخص جانتا ہے (مسلم بھی کافر بھی سب جانتے ہیں) کہ بلندی کی صفت جو ہے بلند ہونا جو ہے وہ صفت کمال ہے کمال کی بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمام صفات کمال سے متصف ہے تو اس سے متصف

کیوں نہیں ہے ؟! تو عقلاً دلیل بن جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات جو تمام صفات کمال سے متصف ہے تو ایک صفت کمال اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کیوں نہیں ہو سکتی جبکہ باقی تمام صفات کمال اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہو چکی ہیں۔

(۲) دوسری عقلی دلیل یہ ہے کہ تین اس کے یعنی آپشن (Option) ہیں تین احتمالات ہیں کہ یا تو اللہ تعالیٰ بلندیوں پر ہے، یا برابر ہے، یا نیچے ہے۔ نیچے صفت نقص ہے سب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہی نہیں ہے اور ممکن بھی نہیں ہے کیونکہ اس کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہے صفات کمال سے متصف ہے (اہل بدعت بھی مانتے ہیں سب جانتے ہیں) تو نیچے کی صفت ناممکن ہے۔ "المحاذي" برابری کی صفت وہ خود کہتے ہیں کہ مشابہت لازم آتی ہے مشابہت سے وہ پہلے ہی دوڑتے ہیں تو وہ بھی ناممکن ہو گیا ہے۔

تو پھر دو چیزیں باقی رہتی ہیں یا تو علو میں ہے یا کہیں نہیں ہے (یا ہے ہی نہیں)۔ تو ظاہر ہے عدم تو نہیں ہے، وہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظاہر ہے عدم ہے تو کافر ہے (کافر نہیں مانتے اللہ تعالیٰ کے وجود کو نا)۔ جب کلمہ پڑھنے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کے وجود کو مانتے ہیں تو پھر تو ایک ہی بات باقی بچ جاتی ہے کہ علو ہے اللہ تعالیٰ بلندیوں پر ہے اور یہی حق ہے، تو عقلاً بھی ثابت ہو گیا ہے۔

5- فطرت کی دلیل جو ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ جب انسان کہتا ہے "یارب!" (اے میرے رب!) دعا مانگتے ہوئے تو اس کا دل ہمیشہ جو ہے وہ بلندی کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔

آپ دعا مانگ کر دیکھیں کبھی بھی آپ ہاتھ اٹھاتے ہیں دعا کے لیے کس طرف اٹھاتے ہیں ہاتھ ؟ اہل بدعت سے پوچھ لیں جو اللہ تعالیٰ کی صفۃ العلو کے منکر ہیں جو کہتے ہیں ہر جگہ موجود ہے اپنا ہاتھ کیسے اٹھاتے ہیں ؟ ایک تو دل اوپر کھنچا چلا جاتا ہے ((فطرتاً دل اوپر کھنچا چلا جاتا ہے جب آپ دعا کرتے ہیں دل کہاں ہوتا ہے آپ کا زمین میں ہوتا ہے نیچے کی طرف جاتا ہے دائیں بائیں کہیں جاتا ہے ؟!))۔

پھر اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب ہم ہاتھ اٹھاتے ہیں (دوسری بات یہ ہے) آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں ہاتھ۔ کیوں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں ؟ کبھی دیکھا ہے اہل بدعت کو جو انکار کرنے والے ہیں کبھی دائیں طرف ہاتھ کر دیں دعا میں کبھی بائیں طرف ہاتھ کر دیں کبھی نیچے کر دیں کبھی دیکھا ہے آپ نے ؟! ہمیشہ اوپر ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ کیوں اٹھاتے ہو اوپر ؟ اِلا یہ کہ یقیناً تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ بلندیوں پر ہے ہر جگہ موجود نہیں ہے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ پانچ دلائل جو ہیں جو مطابقت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفۃ العلو جو ہے اس میں محل اجماع ہے ہر دیندار کے لیے اور ہر اس شخص کے لیے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔

26-آخر میں (صفت نمبر چھبیس) اللہ تعالیٰ کی عظمت کی صفت ﴿الْعَظِيمُ﴾ کے لفظ میں۔

ابھی تک ہم نے صرف ﴿الْعَلِيُّ﴾ کا جو نام ہے اس کی چند اہم باتیں بیان کی ہیں اور صفۃ العلو جس میں زیادہ اختلاف کیا ہے اہل بدعت نے اہل تصوف نے خصوصی طور پر اور صفۃ العلو کا انہوں نے انکار کیا ہے علو الذات کا انکار کیا ہے اور علو القدر اور علو القہر جو ہے (شرف کا علو اور قہر کا علو) کو انہوں نے بھی مانا ہے لیکن ان کا اس قدر ماننا اللہ تعالیٰ کی صفۃ العلو کا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو عرش سے فرش پر اتار دینا (نعوذ باللہ) اور کہا اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے تو یہ باطل عقیدہ ہے اور علو القدر اور قہر کو ماننے سے کوئی فائدہ نہیں ہے جب تک کہ آپ مکمل طریقے سے اپنا عقیدہ صحیح نہیں کر لیتے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے)) (طٰہ: 5)، اور عرش آسمانوں کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش سے بھی اوپر ہے بلندیوں پر ہے۔

اور یہ صفۃ العلو اس طریقے سے ثابت ہو گئی ہے اور آگے بھی تفصیل آئے گی ان شاءاللہ چند اہم باتیں اور اس سے پہلے بھی ہم پڑھ چکے ہیں عقیدۃ الطحاویۃ میں، اگر مزید کوئی شخص اس بارے میں جاننا چاہتا ہے اہل بدعت کا جو رَد ہے بعض شبہات کا ازالہ بھی وہاں پر موجود ہے ریکارڈنگ موجود ہے آپ سُن سکتے ہیں۔

((تو اس سے یہ چھبیس (26) صفات الحمد للہ آج کے درس میں آیت الکرسی میں بیان ہوئی ہیں))۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ الاسلام رحمہ اللہ) "ولهذا كان من قرأ هذه الآية في ليلة، لم يزل عليه من الله حافظ ولا يقربه شيطان حتى يصبح" (اور اس لیے جس نے اس آیت کو رات میں یعنی سونے سے پہلے پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے لیے ایک خاص فرشتہ حفاظت کے لیے نازل ہوتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں جا سکتا جب تک کہ صبح نہیں ہو جاتی)۔

شرح میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک حدیث کا حصہ ہے جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیت المال کی یعنی چوکیداری کی ذمے داری سونپی تھی اور شیطان کچھ راتوں تک کئی راتوں تک آتا رہا اور چُرا تا رہا وہاں سے کوئی (بیت المال سے) اناج وغیرہ تو حدیث کے آخر میں یہ لفظ تھے کہ جب آپ سونے کے لیے تیاری کرو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ اس آیت کے آخر تک تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے اوپر خاص حفاظت کرنے کے لیے ایک فرشتہ مقرر کر دیا جائے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب تک نہیں آ سکے گا۔

تو یہ خبر یعنی اس شیطان نے دی سیدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کو تو صبح کے وقت سیدنا ابو ہریرہ جو ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور یہ خبر دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا ابو ہریرہ جو تمہارے پاس آتا تھا پچھلی راتوں میں اور "إنه صدقك، وهو كذوب" (یہ سچ کہہ گیا ہے ہے وہ جھوٹا)۔ بہت بڑا جھوٹا ہے لیکن یہ بات سچی کر گیا کہ سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص فرشتہ محافظ جو فرشتہ ہے وہ نازل ہوتا ہے جو صبح تک حفاظت کرتا رہتا ہے شیطان قریب تک نہیں آ سکتا۔

اور یہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا کرم ہے اور بہت بڑا فضل ہے الحمد للہ کہ ایک چھوٹا سا عمل ہے پروٹیکشن (Protection) کے لیے حفاظت کے لیے شیطان سے دور ہونے کے لیے کہ آپ آیت الکرسی پڑھتے ہیں سونے سے پہلے اور ایک خاص کرم ہے اللہ تعالیٰ کا آپ کے لیے خاص عنایت جو ہے وہ ہو جاتی ہے کہ وہ فرشتہ آسمان سے خاص نازل ہوتا ہے اور حفاظت کرتا رہتا ہے صبح تک شیطان آپ کے قریب تک نہیں آ سکتا اور یہ حق ہے الحمد للہ۔

اور اسی طریقے سے جو تمام اذکار ہیں چاہے وہ نماز کے بعد کے اذکار ہوں، چاہے صبح و شام کے اذکار ہوں، چاہے صبح جاگنے کے بعد کے اذکار ہوں، یا رات کو سونے سے پہلے کے اذکار ہوں آپ اگر شروع کر دیں پڑھنا آپ کو ایک سٹنگ

(Sitting) میں یعنی پڑھنے کے لیے دس منٹ نہیں لگیں گے ہمارے پاس دس منٹ نہیں ہیں ہیں پروٹیکشن (Protection) کے لیے؟!

دیکھیں بیماریاں موجود ہیں وبائیں موجود ہیں، شیاطین موجود ہیں، مصیبتیں موجود ہیں اور ہر مسلمان بلکہ ہر انسان ان سے بچنے کا خواہش مند ہے۔ نہیں؟! سب بچنا چاہتے ہیں۔ اور بچنے کے لیے ہے پروٹیکشن (Protection) کا ہونا لازمی ہے کہ نہیں؟ پروٹیکشن (Protection) ہو گی تو بچیں گے نا۔ اللہ سے بہتر ہے کوئی پروٹیکٹ (Protect) کرنے والا؟ اور آپ کو کہیں سفر نہیں کرنا پڑے گا دور نہیں جانا پڑے گا مشقت نہیں کرنی پڑے گی، پیسہ نہیں لگانا پڑے گا، آپ نے چند اذکار پڑھنے ہیں مسنون طریقہ ہے اتباعِ سنت کا الگ اُجر ملے گا آپ کو۔

اتباعِ سنت کا کہ آپ نے مسنون اذکار پڑھے ہیں الگ اُجر ہے اور پروٹیکشن (Protection) آپ کے لیے الگ ہے عمل کتنا کیا ہے؟

پورے دن میں آپ دیکھ لیں تمام اذکار صبح و شام کے اذکار، نماز کے بعد کے اذکار اور صبح جاگنے کے بعد کے اذکار اور رات کو سونے سے پہلے کے اذکار آپ کو تمام پورے وقت میں ایک گھنٹہ نہیں لگے گا ٹائم نوٹ کر لیں آپ۔ چوبیس گھنٹے میں سے اپنی پروٹیکشن (Protection) کے لیے ایک گھنٹہ، پچاس منٹ، چالیس منٹ نہیں ہیں ہم کیسے مسلمان ہیں؟! اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔

((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (24.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔
سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔